AL-'ULŪM ISSN: 2709-3484 (Print) | 2709-3492 (Online)
(July-December) 2022, 3:2(01-18)

خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے تفسیری نکات کا تجزیاتی مطالعہ

Qur'anic Commentary Points of Khawaja Nizamuddin Aoliyā: An Analytical Study

Hafiz Mudassir Farooq *[1] Saeed Ahmad (Ph.D) **

* Lecturer, University of South Asia, Lahore
**Associate Prof. Institute of Islamic Studies, University of Punjab, Lahore

Keywords:
Nizam al Din Auliyā
Qur'anic Commentary
Expertise, Sufism,
Spiritual essence

Abstract: *The Almighty Allah designed the system of universe in a manner that made human intellect amazed. The whole terrestrial affairs are somehow connected to Manhood like natural beauty of this planet amusing the humanity. Similarly, the creator also flourishes the system of universe by prophethood especially with the last revelation for inner beauty of soul and its thirst for right path. After his last messenger and divine text, it was felt necessary to explain hadiths and the Qur'an to the people who came later. The Companions and successors of the prophet did this task perfectly. Later on, some scholars and Sufis carried forward this goal. Keeping in view this background and by qualitative analysis of thorough Sufi literature, this paper explores one of renowned sufi personality whose keen interest was serving mankind had righteous way of preaching Islam named as "Khawaja Nizammuddiin Auliyā". This short piece of writing focuses on his expertise for "Tafsīr-e Qur'an". This essay is helpful for breaking the myth that Sufis were unaware about Shariah knowledge and their ultimate task is rushing towards jungle for special Ibadah. Khwaja Nizamuddiin Auliyā (R.A) explained many verses of Qur'an in light of sunnah and hadith and gave it a meaningful spiritual essence. This Article pays high tribute to his Services for divinity that gave everyone a chance to learn and acquire knowledge.*

Mudassir & Saeed Qur'anic Commentary Points of Khawaja Nizamuddin Aoliyā, *Al-'Ulūm Journal of Islamic Studies*, 3(2)

[1.] Corresponding author Email: mudassar4811@gmail.com

C

Content from this work is copyrighted by *Al-'Ulūm* Journal of Islamic Studies, which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited in the form of a proper scientific referencing.

تمہید

تمام تعریف وستائش کے لائق اللہ رب العزت کی ذات ہے جس نے انسان کو اشرف المخلوقات کے شرف سے مشرف فرمایا۔ ان گنت درود وسلام ہو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھوں نے ظلمت کدہ عالم کو نورِ ہدایت سے منور فرما دیا۔ خدا اور حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے بعد سطور ِ ذیل میں سلسلہ چشتیہ کے سرخیل خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ تفسیری نکات کی مختلف جہات کو واضح کیا گیا ہے۔

یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ صوفیۂ کرام نے ظاہری اسلام کی بجائے روحِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام سرانجام دیا۔ قلبی رذائل کے خاتمے کا باقاعدہ نظام متعارف کروایا، ریاضات و مراقبات کے ذریعے رجوع الی اللہ کی تڑپ پیدا کی، رسوم و روایات کی قید و بند سے آزاد کرایا، سادہ زندگی کی اہمیت اُجاگر کروائی، حرام تو درکنار مکروہات سے بھی اجتناب ضروری قرار دیا، تعلق باللہ میں حائل ہر شے کو غیر اللہ سمجھنے کی فکر سے معاشرے کو روشناس کیا اور ہر عمل میں اخلاص اور للّٰہیت پر زور دیا۔

عمومی طور پر یہ تصور پایا جاتا ہے کہ صوفیہ کرام نے کیا خدمات سرانجام دی ہیں ؟ اور یہ کہ اہلِ تصوف، علمِ ظاہر سے عاری ہوتے ہیں؟ ماسوائے ان کی کرامات کے معاشرے میں ان کی تعلیمات کا کیا عملی کردار ہو سکتا ہے؟

اس مقالے میں اس موضوع پر سیر حاصل مباحث کے ذریعے اس الجھن کو دور کر دیا گیا ہے کہ حضرات صوفیہ نے نہ صرف یہ کہ روحانی، علمی اور مذہبی رہنمائی مہیا کی بلکہ مشائخِ عظام نے معاشرے کی مادی ترقی اور بہبودِ عامہ کے لیے بھی خوب خوب خدمات سرانجام دی ہیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور حالات و واقعات تک رسائی کے لئے **"سیر الاولیاء"** اور **"فوائد الفواد"** مستند ترین کتب ہیں ، البتہ چند کتب ان کے علاوہ بھی آپ علیہ الرحمۃ کی شخصیت پر لکھی گئی ہیں، جن میں سید حسن نظامی کی **"نظامی بنسری"**، سید ابو الحسن ندوی کی **"تاریخ دعوت و عزیمت"**، شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی **"اخبار الاخیار"** ، ڈاکٹر اسلم فرخی کی **"دبستان نظام "** اور مولانا اخلاق حسین قاسمی کی کتاب **"فوائد الفواد کا علمی مقام"** وغیرہ قابل الذکر ہیں۔

مؤخر الذکر کتاب میں **"تفسیر قرآن کریم پر شیخ المشائخ کی وسیع نظر"** کے عنوان سے صفحہ نمبر ۲۷ سے ۳۶ تک بحث و تمحیص موجود ہے، جس میں تفسیر کشاف اور بیضاوی سے متعلق اہم علمی ابحاث پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے جب کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے تفسیری نکات میں سے محض تین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جس سے یہ موضوع تشنہ محسوس ہوتا ہے۔ زیر نظر تحقیق میں اس موضوع کا مکمل طور پر احاطہ کیا گیا ہے اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی مفسرانہ بصیرت کو واضح کرنے کے لیے تقریباً پندرہ سے زائد مختلف اقتباسات کو نقل کیا گیا ہے۔

اس مقالے کے مصادر کے طور پر **سیر الاولیاء فارسی** جب کہ **فوائد الفواد** اردو ایڈیشن کو پیش نظر رکھا گیا ہے، کافی تحقیق و جستجو کے بعد تا حال **فوائد الفواد** کے فارسی نسخہ تک رسائی نہ ہو سکی، لہٰذا اس مجبوری کے تحت اردو ترجمہ سے معاونت لی گئی ہے۔

تعارف امیر حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:۷۳۸ھ)

امیر حسن اپنے عہد کے با وقار اور رواداد لوگوں میں سے تھے۔ آپ مرثیہ نگاری کے اولین قابلِ ذکر فن کار ثابت ہوئے۔ محققین کا خیال ہے کہ فارسی نثر میں مرثیے کی روایت امیر حسن سے پہلے نہیں ملتی۔[1]

حضرت سلطان المشائخ کے ملفوظات **"فوائد الفواد"** کا مؤلف ہونا بھی آپ کا ہی خاصہ ہے۔ آپ اپنے شیخ کے فرمودات چپکے چپکے قلم بند کر رہے تھے۔ ایک دن مناسب موقع دیکھ کر عرض کیا کہ خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ زبان مبارک سے جو کچھ سنتا ہوں، وعظ و نصیحت، ترغیب و ترہیب، اطاعت و حکایتِ مشائخ ؛سب کو اپنی فہمِ ناقص کے مطابق قلم بند کر لیتا ہوں تاکہ یہ کلمات مجھ ناچیز کے لیے دستورِ حال بن جائیں ، مگر اس وقت تک اظہارِ خیال نہیں کر سکا۔ فرمان شیخ کا منتظر ہوں جو حکم عالی ہو۔

حضرت نے فرمایا: جو کچھ لکھا ہے، لائے ہو؟

عرض کیا، جی ہاں، لایا ہوں۔

فرمایا : پیش کرو۔

امیر نے کاغذ پیش کیے۔ حضرت نے مطالعہ فرمایا۔ خوب تحسین فرمائی، ارشاد ہوا، اچھا لکھا ہے، کچھ کلمات مکمل کیے۔ اب ہر طرف شہرہ ہو گیا کہ امیر حسن افاداتِ عالیہ قلم بند کر رہے ہیں۔

---

1 - ڈاکٹر اسلم فرخی (المتوفی: ۲۰۱۶ء)، **دبستانِ نظام** (کراچی: فضلی سنز پرائیویٹ لمیٹڈ)، ۳۲۸۔

انھوں نے حتیٰ الوسع حضرت سلطان المشائخ کے عین الفاظ کو ملحوظ رکھا۔ آج یہ کتاب (فوائد الفواد) دنیا بھر کے اہل اللہ میں محبوب و مقبول ہے۔ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ بارہا یہ تمنا کیا کرتے تھے کہ کاش وہ ساری کتب جن پہ میں نے عمرِ عزیز صرف کر دی، میرے بھائی امیر حسن کی ہوتیں اور حسن نے جو ملفوظات، فوائد الفواد کی صورت میں جمع کیے ہیں وہ ملفوظات کی کتاب میری ہوتی، تاکہ میں دنیا و آخرت میں اس پہ فخر کر سکتا۔[2]

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی حضور اکرم ﷺ کے اسم مبارک کی مناسبت سے "محمد" رکھا گیا۔ آپ کے مشہور القابات میں "نظام الدین"، "محبوب الٰہی"، "سلطان المشائخ"، "سلطان الاولیا" اور "سلطان السلاطین" وغیرہ شامل ہیں۔[3]

بدایوں، جو کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی شہر ہے، اس وقت ریاستی و صوبائی مرکز تھا، جہاں ممتاز عمائدینِ سلطنت، علمائے امت اور رہبرانِ شریعت قیام پذیر تھے۔ علاوہ ازیں علوم و فنون اور تزکیہ و تصفیہ کے لحاظ سے بھی بدایوں کو ایک مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ اسی امتیازی وصف کے سبب اسے "قبۃ الاسلام"[4] یعنی اسلام کا گنبد کہا جاتا تھا۔

ولادت باسعادت

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت کا مہینہ اور دن تو قطعیت کے ساتھ معلوم ہے، وہ یوں کہ آپ کی ولادت ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کو ہوئی۔ اس کی جانب خود حضرت نے بھی ایک ملفوظ میں اشارہ فرمایا ہے: حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ سے استفسار کیا گیا کہ لوگ ماہِ صفر کے آخری بدھ کو منحوس سمجھتے ہیں، آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تبسم فرمایا اور جواب ارشاد فرمایا:

> "ہاں، لوگ اس دن کو منحوس تصور کرتے ہیں، لیکن وہ نہیں جانتے کہ یہ دن بڑا سعادت مند ہے۔ آج کا دن بہت ہی مبارک ہے، چنانچہ اگر اس دن فرزند پیدا ہوتا ہے تو وہ بزرگ بنتا ہے"۔[5]

---

2 - میر خورد محمد بن مبارک کرمانی، (المتوفی: ۷۷۰ھ)، **سیر الاولیاء** (دہلی: مطبع محب ہند، ۱۳۰۲ھ،) ۳۰۹۔

3 - امیر حسن سجزی (المتوفی: ۷۳۶ ہجری)، **فوائد الفواد** (ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء)، مترجم: خواجہ حسن ثانی نظامی، (نئی دہلی: ایم آر پرنٹرز، ۲۰۰۷ء)، ۳۷۔

4 - نفسِ مصدر ، ۳۷-۳۸۔

5 - نفسِ مصدر، ۴: ۲۹۵۔

اس کے ساتھ ساتھ اکثر تذکرہ نگاروں نے ۶۳۶ھ کو آپ کا سالِ ولادت تسلیم کیا ہے۔[6]
اگر ۶۳۶ھ کو سالِ ولادت درست تسلیم کیا جائے تو آخری بدھ ۲۴ صفر ۶۳۶ھ کو واقع ہوا تھا، اس اعتبار سے آپ علیہ الرحمۃ کی تاریخ ولادت اکتوبر ۱۲۳۸ء متعین کی جاسکتی ہے۔[7]

ملفوظاتِ خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی میں تفسیری نکات

حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کو قسّام ازل نے دیگر علوم و معارف کی طرح علوم قرآنیہ میں بھی مہارتِ تامہ اور محققانہ بصیرت عطا فرمائی تھی۔ یہ اسی کا فیض ہے کہ **فوائد الفواد** کی 188 مجالس میں سے ہر مجلس ایسی ہے جس میں حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اپنی فصیح و بلیغ فارسی زبان میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ کے مطالب و مفاہیم کو کہیں اختصار اور کہیں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت و طریقت کے مختلف موضوعات پر سخن آرائی فرمائی اور ہر مسئلہ میں قرآن مجید کی تفسیر، احادیث نبویہ ﷺ اور مذاہبِ اربعہ سے بالعموم جب کہ فقہ حنفی سے بالخصوص استدلال کیا۔ ذیل میں حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی علمِ تفسیر میں محققانہ بصیرت کے حوالہ سے چند سطور سپردِ قرطاس کی جارہی ہیں۔

قرآن و حدیث، ایک بحرِ بے کراں کی مانند ہیں جب کہ جملہ علوم ان سے جاری ہونے والی نہروں کی مثل ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علومِ قرآنیہ کو پانچ بنیادی علوم میں تقسیم فرمایا ہے، جن میں علم الاحکام، علم الجدل، علم التذکیر بآلاء اللہ، علم التذکیر بایام اللہ اور علم التذکیر بالموت وما بعدہ شامل ہیں۔ حضرت شاہ صاحب کے بیان کے مطابق علم الاحکام فقہائے کرام کا، علم الجدل متکلمینِ اسلام کا جب کہ آخری تینوں علوم، مبلغین، واعظین اور معلمینِ اخلاق سے خاصہ ہیں۔[8]

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ تقسیم کے لحاظ سے حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ سوائے علم الجدل کے مذکورہ بالا تمام علوم پر حاوی نظر آتے ہیں۔ علم الجدل میں چونکہ تنقیح و تنقید کے پہلو مضمر ہوتے ہیں، جو کہ روحِ تصوف سے مناسبت نہیں رکھتے، یہی وجہ ہے کہ اس کے اثرات ملفوظاتِ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ میں محسوس نہیں ہوتے، جب کہ باقی تمام علوم سے متعلق بحوث آپ کے افاداتِ کریمہ کا حصہ ہیں۔ اس بنیادی گفتگو کے بعد ذیل میں قرآن و علومِ قرآن اور تفسیر و علوم تفسیر سے متعلق حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کو مختلف موضوعات کے تحت سپردِ قرطاس کیا جاتا ہے۔

---

6 - سید حسن نظامی، (المتوفی:۱۹۵۵ء)، **نظامی بنسری** (لاہور: زاویہ پبلشرز، ۲۰۰۵ء)، ۳۶۶۔
7 - نفسِ مصدر، ۴۰۔
8 - احمد بن عبد الرحیم المعروف شاہ ولی اللہ دہلوی، (المتوفی:۱۷۶۲ء)، **الفوز الکبیر فی اصول التفسیر** (دمشق: دار الغوثانی للدراسات القرآنیۃ، ۲۰۰۸ء)، ۱۷۔

۱۔ علومِ قرآنیہ کے چار محاور

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ علومِ قرآنیہ کو علومِ خمسہ کے اعتبار سے بیان فرماتے ہیں، جب کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ ایک نئی جہت سے علوم قرآنیہ کے چار محاور کی تقسیم کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

> "قرآن پاک چار چیزوں پر مشتمل ہے۔ عبارت، اشارت، لطائف اور حقائق۔ عبارت عوام کے لیے ہے، اشارت خواص کے لیے ہے، لطائف اولیائے کاملین کے لیے جب کہ حقائق انبیائے کرام علیہم السلام کے لیے ہیں۔"[9]

اس ارشاد گرامی سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ہر شخص قرآن مجید سے اپنے ظرف اور کمال کے مطابق کسبِ فیض کرتا ہے۔

۲۔ آدابِ تلاوت

قرآن مجید کی تلاوت سے انسان کی شخصی زندگی پر علمی و روحانی اثرات مرتب ہوتے ہیں، لیکن اس کے لیے آدابِ تلاوت کو ملحوظ خاطر رکھنا از حد ضروری ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

> "قرآن مجید کو ترتیل اور تردید کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔"[10]

ترتیل سے پڑھنا تو بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے، کیوں کہ ارشاد ربانی ہے:

> ﴿وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا﴾[11]
>
> (اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجیے۔)

لیکن ترتیل کے مقابلہ میں تردید کا مفہوم واضح نہیں تھا۔ اس بارے میں کسی شخص نے سوال کیا کہ حضرت! تردید سے کیا مراد ہے؟

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> "اس سے مراد یہ ہے کہ جس آیت سے پڑھنے والے کو ذوق اور رقت حاصل ہو، اس کی تکرار کرنی چاہیے۔"[12]

9- نفسِ مصدر، ۴۳۵۔
10- نفسِ مصدر، ۲: ۲۲۷۔
11- القرآن، ۷۳: ۴۔
12- نفسِ مصدر، ۲: ۲۲۷۔

حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے عوام وخواص کے لیے آیاتِ قرآنیہ سے مستفید ہونے کے کچھ اصول بھی بیان فرمائے ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"قرآن مجید کی تلاوت کے وقت دل کو حاضر رکھنا چاہیے اور دوسرے خیالات سے مطلق گریز کرنا چاہیے۔"

"اگر کسے بر معانی کلام اللہ مطلع باشد آن را بوقت خواندن بر دل میگزراند وبایں ہم کہ خیالات وخواطر ہم درے آید نیکو است۔"

اگر کوئی شخص کلام اللہ کے معنیٰ سے واقف ہو، اسے چاہیے کہ وہ تلاوت کے وقت معانی ومطالب کو بھی دل ہی دل میں ادا کرے۔ اس کے باوجود بھی جو خیالات دل میں آئیں، وہ نیک خیالات ہیں۔ بصورت دیگر اگر پڑھنے والا معانی ومفاہیم سے واقف نہیں ہے، اسے چاہیے کہ وہ خیالات کو دل سے نکال کر خشوع وخضوع سے تلاوت کرے، اس قسم کا پڑھنا بہت مؤثر ہوتا ہے۔"[13]

اس ارشادِ گرامی سے خاص وعام دونوں کے لیے تلاوت کے اصول متعین ہو جاتے ہیں۔ اہلِ علم حضرات معانی ومفاہیم کو دل پر گزاریں جب کہ وہ لوگ جو معنیٰ سے واقف نہیں ہیں، خشوع وخضوع سے تلاوت کریں۔ معانی کو دل پر گزارنے سے علومِ قرآنیہ کی تہیں کھلتی ہوئی محسوس ہوں گی، نئے نئے مفاہیم واضح ہوں گے، حجاب اٹھتے جائیں گے اور خشوع وخضوع سے عظمت وجلالِ الٰہی کا تصور واضح اور قلب وجگر میں پیوستہ ہوتا جائے گا۔

قرآنی تعلیمات کے موضوعات

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے علومِ قرآنیہ کو پانچ علوم میں منقسم فرمایا ہے جب کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآنی تعلیمات کو دس موضوعات پر مشتمل قرار دیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علومِ قرآنیہ کے اسرار ورموز کو منکشف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"پورے قرآن مجید کی تعلیمات دس موضوعات پر مشتمل ہیں۔ جن میں سے آٹھ موضوع سورۂ فاتحہ میں موجود ہیں۔ وہ دس موضوعات درج ذیل ہیں: ذات، صفات، افعال، ذکرِ آخرت، تزکیہ، تخلیہ، ذکرِ اولیاء، ذکرِ اعداء، خدائے بزرگ وبرتر سے معرکہ آرائی اور احکام شرع۔

ان میں سے وہ آٹھ موضوع، جو سورۂ فاتحہ میں ملتے ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" ذات ہے، "رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" افعال، "الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" صفات، "مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ" ذکرِ آخرت، "اِیَّاکَ نَعْبُدُ" تزکیہ، "وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" تخلیہ، "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝

13 - نفسِ مصدر، ۴۳۶۔۴۳۷۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ " ذکرِ اولیاء جب کہ "غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۝" ذکرِ اعداء کو مضمن ہے۔"[14]

حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ دس موضوعات، دین اور حیاتِ انسانی کے مکمل دائرہ کار پر محیط ہیں۔ ایسا کوئی گوشہ اور شعبہ نہیں ہے جو ان نکات سے ماوراہو۔ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے ان اہم نکات کا انتہائی بلیغ اور حکیمانہ اشاریہ بیان فرما کر یہ ثابت کیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تفسیرِ قرآن کریم پر محققانہ نظر رکھتے تھے۔

"طیبۃ" اور "ازکٰی" میں فرق

حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید کے معانی و مطالب پر غیر معمولی عبور حاصل تھا۔ آپ کے یہاں حفظ قرآن کا یہ فیض بھی نظر آتا ہے کہ مسائل کے استنباط اور علمی نکات کی تشریح میں آپ اکثر و بیشتر آیاتِ قرآنیہ بیان فرماتے تھے۔ کیفیت یہ ہوتی تھی کہ دورانِ گفتگو کسی نے قرآن کا کوئی لفظ پڑھا اور آپ نے فوراً مکمل آیت کی تلاوت فرمادی، جس سے زیرِ بحث مسئلہ بآسانی سمجھ آجاتا اور سائل مطمئن ہو جاتا۔ ایک مجلس میں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ ایک شخص روزہ نہیں رکھتا اور سحری کھاتا ہے، اس کا یہ عمل کیسا ہے؟

شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ سحری بھی کھائے، دوپہر کا کھانا بھی کھائے اور رات کا کھانا بھی کھائے، ہاں یہ ہے کہ اس سے جو قوت حاصل ہو، اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کرے اور گناہ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ خواجہ امیر حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت سن کر قران پاک کی آیت کے یہ الفاظ دہرائے:

﴿كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ﴾[15]

(پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فوری طور پر اس آیت کو مکمل فرمادیا:

﴿كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا﴾[16]

(پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔)[17]

---

14 - نفسِ مصدر، ۲: ۲۳۲۔
15 - القرآن، ۲۳:۵۱۔
16 - القرآن، ۲۳:۵۱۔
17 - نفسِ مصدر، ۴: ۴۰۲۔

خواجہ حسن نے اصحابِ کہف کے قول کا حوالہ دے کر استفسار کیا کہ اس آیت میں طیبات کے معنیٰ پاکیزہ ہیں تو اصحابِ کہف کے اس قول کے معنیٰ کیا ہیں، جب انھوں نے اپنے ایک ساتھی کو کھانا لینے کے لیے بازار بھیجا اور اس سے کہا:

﴿فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا﴾[18]

(پس وہ (کھانا لانے والا) دیکھے کہ کونسا کھانا سب سے زیادہ پاکیزہ ہے۔)

عربی لغت کے اعتبار سے "طیبات" اور "ازکیٰ" دونوں کا مفہوم پاکیزہ ہے اور مترجمین نے دونوں جگہ پاکیزہ ترجمہ کیا ہے۔ خواجہ حسن کے سوال کا مطلب یہ تھا کہ دونوں جگہ ایک ہی مفہوم ہے یا دونوں میں کوئی فرق ہے؟ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا لطیف فرق بیان کیا، آپ نے فرمایا:

"طعامے خواستند کہ طبائع بدان مائل باشد"۔[19]

"ان کی مراد مرغوبِ طبع کھانا تھا۔"

مفہوم یہ تھا کہ کھانا لانے والا ہمارا ساتھی ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ ہمیں کون سا کھانا پسند اور مرغوب ہے، لہٰذا وہی کھانا بازار سے خرید کر لائے جو ہمیں پسند ہو۔

اخوت کی اقسام اور حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کا استشہاد

ملفوظات کو مرتب کرنے والی شخصیت خواجہ امیر حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اخوت کے حوالے سے گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے وضاحت فرمائی کہ اخوت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اخوتِ نسبت اور دوسری اخوتِ دین۔ مزید فرمایا کہ ان دونوں میں سے اخوتِ دین زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ دو نسبتی بھائی ہوں، ایک مومن جب کہ دوسرا کافر۔ اس سلسلے میں مومن بھائی کی میراث کافر بھائی کو نہیں ملے گی، چنانچہ یہ اخوت ضعیف ہے جب کہ دین کی اخوت مستحکم ہوتی ہے کیوں کہ دینی بھائیوں کا رشتہ دنیا و آخرت میں برقرار رہتا ہے۔[20]

بعد ازاں بطورِ استشہاد اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

﴿اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ﴾[21]

(گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے، سوائے پرہیز گاروں کے۔)

---

18 - القرآن، ۱۸:۱۹۔
19 - نفس مصدر، ۴: ۴۰۲۔
20 - نفس مصدر، ۲: ۲۴۷۔
21 - القرآن، ۴۳:۶۷۔

اس آیت کریمہ کی بر محل تلاوت بڑا معنی خیز اور برجستہ اشارہ تھا۔ اس اشارے سے مواخات کی معنویت اور علومِ القرآن پر حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی کامل دسترس کا بخوبی ادراک ہوتا ہے۔

حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ زندگی کے عام معاملات میں بھی احکامِ قرآنی کو پیشِ نظر رکھتے تھے، اگرچہ اس کا برملا اظہار نہ فرماتے تھے لیکن جو کچھ ارشاد ہوتا، تعلیماتِ قرآنیہ کے عین مطابق ہوتا۔ ایک دن ورد کے حوالے سے گفتگو ہو رہی تھی۔ خواجہ حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ ایک آدمی دن میں کوئی ورد کرتا ہے، اتفاق سے اگر مصروفیت کی بناء پہ وظیفہ نہ کر سکا، تو کیا وہ رات کے وقت وظیفہ مکمل کر سکتا ہے؟

حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

> "اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر دن کا وظیفہ نہ کر سکے تو رات کو پڑھ لینا چاہیے اور اگر رات کا ورد، رہ جائے تو اسے دن کے وقت پڑھ لینا چاہیے کیوں کہ رات، دن کی قائم مقام ہے جب کہ دن، رات کا قائم مقام ہے۔"[22]

یہ درحقیقت سورۂ فرقان کی اس آیت کی جانب واضح اشارہ تھا:

﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا﴾[23]

(وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا قائم مقام کیا ہے اس کے لیے جو اللہ کا ذکر کرے یا اس کا شکر ادا کرے۔)

اس بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت کے ارشادات قرآنی حکمت پر مبنی ہوتے تھے۔

"الحمد للہ" کی نحوی ترکیب اور حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی صوفیانہ تفسیر

فوائد الفواد کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ مختلف کتبِ تفاسیر سے استفادہ کرتے تھے۔ کتبِ تفاسیر میں غور و خوض کرتے ہوئے حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف یہ کہ مفسرین کے استدلالات کو پیش کرتے تھے بلکہ مناسب رائے سے اس موقف کی تائید و تردید بھی نقل کرتے تھے۔ بسا اوقات اسی موقف کی وضاحت میں چند جملے بھی ارشاد فرماتے تھے۔ صاحبِ کشاف کے حوالے سے حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> "افسوس ہے کہ وہ اتنے علوم جاننے کے باوجود باطل عقیدہ رکھتا تھا۔ اس بات کی مزید تشریح میں ارشاد فرمایا کہ کفر، بدعت اور معصیت تین الگ الگ چیزیں ہیں۔ فرق یہ ہے کہ بدعت، معصیت سے بڑی ہوتی ہے اور کفر، بدعت سے بڑا ہوتا ہے جب کہ بدعت، کفر کے نزدیک نزدیک ہے"۔[24]

---

22 - نفسِ مصدر، ۳: ۲۶۷۔

23 - القرآن، ۲۵: ۶۲۔

اس ارشاد کی معنویت یہ ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ زمخشری کو بدعتی سمجھتے تھے۔ ان کا پورا نام ابو القاسم محمود بن عمر زمخشری اور لقب جار اللہ ہے۔ معتزلہ کے امام ہیں اور اپنے مذہب کی تائید میں دلائل وغیرہ قائم کرتے ہیں۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے متعلق لکھا ہے:

''صالح، لكنه داعية إلى الاعتزال۔''[25]

"وہ صالح آدمی ہیں لیکن معتزلی مذہب کے پُرجوش داعی ہیں۔"

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے زمخشری کو بدعتی سمجھنے کے باوجود اس کے لیے کوئی ناملائم لفظ استعمال نہیں کیا، کیوں کہ یہ مسلکِ درویشی کے خلاف تھا۔ آپ نے محض اس کے عقیدے کو باطل قرار دیا۔ اللہ والوں کا یہی اصول ہوتا ہے کہ وہ مذمت میں بھی نرمی اور تحمل کا اظہار کرتے ہیں۔

امیر حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

> ایک مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کشاف کے حوالے سے "الحمد للہ" کی نحوی ترکیب پر تقریر فرمائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی قرات دال کے زیر سے ہے، مثلاً ''اَلْحَمْدِ لِلّٰهِ'' اور دال کے زیر کی وجہ یہ سمجھتے ہیں کہ "للہ" کا لام متصل ہے اور اس لام کی حرکت مبنی ہے، لیکن حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی قرات میں دال اور لام دونوں پر پیش ہے، جیسے "اَلْحَمْدُ لُلّٰهِ"۔ پھر فرمایا، اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی قرات ہے یا کسی اور کی، بہر حال صاحبِ کشاف کا یہ قول ہے کہ حسن بصری کی قرات سے ابراہیم نخعی کی قرات بہتر ہے، کیوں کہ حسن بصری رحمہ اللہ "للہ" کے لام کی وجہ سے "الحمد" کی دال کو زیر دیتے ہیں یعنی "للہ" کے لام کی زیر مبنی ہے، اس لیے "الحمد" کی دال پر بھی زیر ہونا چاہیے، جب کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ "الحمد" کے دال پر پیش ہونے اور "للہ" کے لام کے اس سے متصل ہونے کی وجہ سے لام پر بھی پیش لگاتے ہیں، کیوں کہ "الحمد" کے دال کی حرکت ایک عامل کی وجہ سے ہے اور وہ اعراب جسے کوئی عامل تبدیل کر دے، وہ مبنی کے اعراب سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔[26]

کشاف کے اس علمی نکتہ کی تشریح و توضیح کے بیان کے بعد حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے دلچسپ اور دلنشیں پیرایے میں مسلکِ تصوف کے حوالے سے اپنی ذاتی رائے کا اظہار فرمایا، آپ فرمانے لگے:

---

24 - نفسِ مصدر، ۳: ۲۷۷۔

25 - شمس الدین محمد بن احمد الذہبی، (المتوفی: ۷۴۸ھ)، **میزان الاعتدال فی نقد الرجال** (بیروت دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، ۱۳۸۲ھ)، ۴: ۷۸۔

26 - نفسِ مصدر، ۳: ۲۷۶۔

"میں نے اس تشریح سے ایک نتیجہ اخذ کیا ہے کہ "الحمد" کی دال ایسے شخص کی مانند ہے جس کا کوئی مرشد یا پیر ہو اور وہ اس سے کہے کہ اس طرح رہو اور وہ اپنے مرشد کے حکم کے مطابق زندگی گزارتا رہے، جب کہ "للہ" کا لام اس شخص کی مانند ہے کہ جس کا کوئی مرشد نہ ہو، وہ جیسا چاہے اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔"[27]

تفہیم کا یہ کنایہ اور برجستہ تشبیہ ایک جید عالم اور صوفی کے ذہن کی برجستگی، تدریسی ندرت اور اہل طریقت کے ذوق کی نشاندہی کرتا ہے۔

لفظ "اکل" کی تشریح وتوضیح

حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اس وصف سے بھی متصف نظر آتی ہے کہ قرآن مجید کے حوالے سے کوئی بھی گفتگو ہوتی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر اس خوبی سے کرتے کہ حاضرین متحیر رہ جاتے۔ علمی تشریح میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انداز خشک اور روکھا نہیں ہوتا تھا بلکہ موقع کی مناسبت سے خوش طبعی کا اظہار بھی فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ عید الاضحیٰ کے موقع پہ مخلوقِ خدا کا جمِ غفیر موجود تھا، اطعام الطعام کی روایت جاری وساری تھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خوش طبعی کا اظہار فرماتے ہوئے ایک درویش سے استفسار کیا:

تمھیں کلام اللہ کی کون سی آیت سب سے زیادہ عزیز ہے؟

اس درویش نے جواب دیا کہ مجھے یہ آیت کریمہ بہت پسند ہے:

﴿ اُكُلُهَا دَآئِمٌ ﴾[28]

(اس (جنت) کے درختوں میں ہمیشہ پھل رہتے ہیں۔)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت یہ نکتہ بیان فرمایا:

"چار قسم کے کلمے ہیں۔ "اَكْلٌ"، "اُكُلٌ"، "اَكْلَةٌ" اور "اُكْلَةٌ"۔ اس کے بعد ان چار کلموں کی تشریح فرمائی کہ "اَكْلٌ" مصدر ہے جس کے معنیٰ کھانا کے ہیں، "اُكُلٌ"، جو کچھ لوگ کھاتے ہیں۔ "اَكْلَةٌ" سے مراد ایک ہی دفعہ میں کھانا جب کہ "اُكْلَةٌ" ایک نوالہ کو کہتے ہیں۔"[29]

واضح ہوا کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ جسمانی غذا کے ساتھ ساتھ روحانی غذا کا بھی اہتمام فرماتے تھے اور تربیت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔

---

27 - نفس مصدر، ۳: ۲۷۶-۲۷۷۔

28 - القرآن، ۱۳: ۳۵۔

29 - نفسِ مصدر، ۴: ۳۵۸۔

خوش طبعی کے ساتھ علمی نکات بھی بیان کر دینا حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی نمایاں خصوصیت تھی۔ آپ کے یہاں یبوست، خود پسندی اور غرور کا کوئی شائبہ تک نہ تھا۔ جو کچھ فرماتے بڑے لطف اور طمانیت سے فرماتے، اس طرح کہ ہر سننے والا خوب عمدگی سے تفہیم حاصل کر لے۔

رزق کی اقسام اور آیاتِ قرآنیہ سے حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کا استشہاد

ایک مجلس میں توکل کی حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت لطیف نکات بیان فرمائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے توکل کے فلسفہ کی تفہیم کے لئے پہلے رزق کی اقسام بیان فرمائیں۔ ارشاد ہوا:

"مشائخ نے رزق کی چار قسمیں بیان کی ہیں۔ رزق مضمون، رزق مقسوم، رزق مملوک اور رزق موعود۔ رزق مضمون تو وہ ہے جو آدمی کو کھانے اور پینے کی چیزوں کی صورت میں جو اس کے لئے کافی ہوں، ملتا ہے۔ اس کو رزق مضمون کہتے ہیں۔ یعنی ان کا خدا ضامن ہے۔

﴿وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا﴾[30]

(اور ان میں سے کوئی رینگنے والا ایسا نہیں ہے، جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو۔)

رزق مقسوم وہ ہے جو ازل میں مقدر کر دیا گیا اور لوحِ محفوظ میں لکھ دیا گیا۔ رزق مملوک وہ ہے جس کا ذخیرہ روپے پیسے کپڑے اور دوسرے سامان کی صورت میں ہوتا ہے۔ رزق موعود وہ ہے جس کا وعدہ حق تعالیٰ نے عبادت گزاروں اور اپنے صالح بندوں سے کر رکھا ہے۔

﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾[31]

(اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے (دینے کے) ذریعے بناتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں کا اس کو خیال بھی نہیں ہوتا۔)

اس کے بعد فرمایا:

توکل رزق مضمون میں ہوتا ہے، دوسری قسم کے رزق میں نہیں ہوتا۔ کیوں کہ جو کچھ مقسوم ہے، اس میں توکل کیا کرے گا اور جو مملوک (ملکیت) ہے، اس میں بھی توکل کا دخل نہیں اور جو موعود (جس کا وعدہ کیا گیا) ہے، اس میں بھی توکل نہیں ہے کیوں کہ جس کا وعدہ کر لیا گیا وہ تو پہنچے ہی گا۔ توکل رزق مضمون میں ہے یعنی یہ یقین رکھے کہ جو کچھ میرے لئے کافی ہو، پہنچ کر رہے گا، (اس پر) توکل کرے۔"[32]

---

30 - القرآن،۱۱: ۶۔

31 - القرآن،۶۵: ۲۔۳۔

32 - نفسِ مصدر،۳: ۲۶۹۔۲۷۰۔

رزق کی مذکورہ چار اقسام کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے توکل کی حقیقت کو آشکار کیا ہے۔ مذکورہ کلام میں دیکھا جا سکتا ہے کہ رزق مضمون اور رزق موعود کی مناسبت سے حضرت علیہ الرحمۃ آیاتِ قرآنیہ کو بطورِ استشہاد بھی پیش کرتے ہیں جو آپ کے علومِ قرآنیہ سے واقف و آگاہ ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔

ولایت کی اقسام اور آیاتِ قرآنیہ سے حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کا استشہاد

خواجہ امیر حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مجلس میں ولایت سے متعلق گفتگو جاری تھی۔ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

> "ولایت کی دو اقسام ہیں۔ ایک ولایتِ ایمان اور دوسری ولایتِ احسان۔ ولایتِ ایمان تو یہ ہے کہ جو بھی مومن ہو وہ ولی ہو سکتا ہے۔ اس موقع پر یہ آیت یاد دلائی ارشاد ربانی ہے:
>
> ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾[33]
>
> (اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے، وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔)
>
> البتہ ولایتِ احسان یہ ہے کہ کسی کو کوئی کشف اور کرامت اور عالی مرتبہ حاصل ہو جائے۔"

مذکورہ کلام میں بھی حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے ولایتِ ایمان کے ضمن میں اپنے حافظے کی مہارت اور قرآنی علوم سے واقفیت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے آیت قرآنی کا تذکرہ کیا۔

ختمِ قرآن کے بعد سورۃ الفاتحہ اور البقرۃ کی ابتدائی آیات پڑھنے کی حکمت

برصغیر کے معاشرہ میں یہ طریقہ و دستور رائج ہے کہ تکمیلِ قرآن کریم کے موقع پر عموماً جب کہ نمازِ تراویح میں تکمیلِ قرآن کے موقع پر خصوصاً اس امر کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ سورۃ الناس کی آخری آیت پڑھنے کے بعد سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیات کی تلاوت بھی کی جاتی ہے۔ اسی طرح ختمِ قرآن پاک میں تین مرتبہ سورۃ الاخلاص کو پڑھا جاتا ہے۔ اس کی حکمت واضح کرتے ہوئے حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

> "پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ سورۂ اخلاص تہائی قرآن ہے۔"[34]

پھر فرمایا:

> یہ جو ختم قرآن کے بعد تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں تو اس میں یہی حکمت ہے کہ اگر ختم کے دوران میں کچھ کمی رہ گئی ہو تو سورۂ اخلاص کے تین مرتبہ پڑھنے سے ختم مکمل ہو جائے۔

---

33 - القرآن، ۲: ۲۵۷۔

34 - محمد بن اسماعیل بخاری (المتوفی: ۲۵۶ھ)، **الجامع الصحیح**، کتاب فضائل القرآن، باب فضل قل ھو اللہ احد (دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، ۶: ۱۸۹۔

اس کے بعد فرمایا کہ ختم قرآن کے بعد سورۃ الحمد اور سورۃ البقرۃ کی چند آیتیں پڑھتے ہیں، یہ کیا چیز ہے؟
اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت رسالت مآب ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے اچھا آدمی کون ہے؟ مصطفیٰ کریم ﷺ نے فرمایا:

''الحَالُّ المُرْتَحِلُ''[35]

''حال اسے کہتے ہیں جو کسی پڑاؤ پر آکر اترے اور مرتحل اسے کہتے ہیں جو روانہ ہو جائے۔ یہ اشارہ اس طرف ہے کہ جب کوئی قرآن پڑھتا ہے اور ختم کرتا ہے تو گویا ایک منزل آکر اترتا ہے اور جب دوبارہ شروع کرتا ہے تو گویا دوبارہ روانہ ہو جاتا ہے۔ پس انسانوں میں سے بہترین وہ شخص ہوتا ہے جو قرآن ختم کرتے ہی فوراً شروع بھی کر دیتا ہے۔ ایسے شخص کو رسول اللہ ﷺ نے الحال والمرتحل کی صفت سے یاد فرمایا ہے۔''[36]

مذکورہ بالا اقتباس میں حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف یہ کہ قرآنی علوم و معارف کو منکشف فرما رہے ہیں بلکہ اپنے موقف کی تائید میں احادیثِ نبویہ ﷺ کے ذخیرہ سے دلائل بھی پیش فرما رہے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ علومِ قرآن و حدیث کے ماہر تھے اور حسبِ ضرورت ان سے استفادہ کر کے مخلوقِ خدا کی علمی بالیدگی کے اسباب کیا کرتے تھے۔

خلاصہ بحث

مذکورہ بالا بحث سے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق علمی اور آپ کی قرآن فہمی روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ رائج الوقت کتبِ تفاسیر سے پوری طرح آشنا تھے۔ تفسیرِ ناصری (بیضاوی) تفسیرِ کشاف، ایجاز اور عمدہ وغیرہ کا تذکرہ آپ کے ملفوظات میں ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ہر پہلو طالبانِ صادق کے لیے دلیل و حجت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اقلیمِ ولایت کے تاجدار اور اپنے عہد کے سرخیلِ صوفیہ تھے۔ آپ اپنے عہد کے اعتبار سے سرزمین ہند کے ایک ممتاز صوفی ہونے کے ساتھ علومِ ظاہرہ و باطنہ میں یکتائے روزگار تھے۔ مندرجہ بالا تفصیل سے درج ذیل امور مترشح ہوتے ہیں کہ

۱۔ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم پر انتہائی وسیع اور محققانہ نگاہ رکھتے تھے۔

---

35 - محمد بن عیسیٰ الترمذی (المتوفی: ۲۷۹ھ)، **السنن**، ابواب القراءات، باب منه، (بیروت: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء)، ۵: ۴۸۔ مکمل روایت ملاحظہ ہو: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ العَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟ قَالَ: الحَالُّ المُرْتَحِلُ. قَالَ: وَمَا الحَالُّ المُرْتَحِلُ؟ قَالَ: الَّذِي يَضْرِبُ مِنْ أَوَّلِ القُرْآنِ إِلَى آخِرِهِ كُلَّمَا حَلَّ ارْتَحَلَ۔

36 - نفسِ مصدر، ۴: ۳۲۳-۳۲۴۔

۲- مسائل کے استنباط اور علمی نکات کی تشریح میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر آیات قرآنیہ بیان فرمایا کرتے تھے۔

۳- حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ زندگی کے عام معاملات میں بھی احکامِ قرآنی کو پیش نظر رکھتے تھے۔

۴- آپ رحمۃ اللہ علیہ خوش طبعی کے ساتھ علمی نکات کی تشریح بھی بحسن وخوبی فرمادیتے تھے۔

۵- آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے زمانہ کی مروجہ تفاسیر پر کامل دسترس حاصل تھی۔

۶- حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی قرآن فہمی کے ضمن میں یہ اصول بھی ملتا ہے کہ اگر حضرت شیخ کو کسی کی رائے سے اختلاف کرنا مقصود ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اختلافِ رائے کے تمام تر آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے اور سخت وناز یبا کلمات سے کلی طور پر احتراز کرتے تھے۔

مذکورہ بالا نکات سے واضح ہوتا ہے کہ بلاشبہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ علم التفسیر میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے، جس سے آپ کی مجالس میں بیٹھنے والے فیض یاب ہوتے تھے اور روحانیت کے ساتھ ساتھ ظاہری علوم و معارف سے بھی آراستہ ہوتے تھے۔

سفارشات

ملفوظاتِ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی میں اعتقادی و اخلاقی تربیت کے پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لیے سفارشات ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں:

۱۔ عصرِ حاضر میں مشائخ کی ترجیحات میں عدمِ توازن سے بے اعتدالیاں اور مذہبی وملی نقصانات سامنے آئے ہیں۔ متاخرین مشائخ میں اس کے اسباب، اثرات اور واقعات کا جائزہ لینے اور خانقاہی نظام کو اسلاف کے قائم کردہ نظم خانقاہی کے مطابق ڈھالنے کی از حد ضرورت ہے، تاکہ ان بے اعتدالیوں پر قابو پانے میں رہنمائی حاصل ہو سکے۔

۲۔ حضرت محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پیش کی گئی تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ متقدمین مشائخ کے ہاں علم ومعرفت کا مقام کس قدر تھا اور حصولِ علم کے لیے وہ کس قدر کوشاں رہا کرتے تھے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عصر حاضر میں علم طریقت کے ساتھ ساتھ علم شریعت سے فیض یاب ہونے کی اہمیت بھی اجاگر کی جائے۔ اس ضمن میں متقدمین مشائخ کی تعلیمات اور کردار مشعلِ راہ ہے۔

۳۔ مشائخ کی معروف خانقاہوں کے ساتھ سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کی صورت میں تعلیمی اداروں کے قیام کو عمل میں لایا جائے اور متعلقہ خانقاہ کے صوفی کے سوانح حیات کو سلیبس کا حصہ بنایا جائے۔

۴۔ نامور اور معروف خانقاہوں کے سجادوں پر متمکن ہونے والے افراد کو صوفیانہ نظم سے متعلقہ تربیتی کورس سے آگاہی دی جائے، اس سلسلہ میں رجالِ کار کی تیاری کے لیے مختلف موضوعات پہ تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کیا جانا خالی از فائدہ نہ ہو گا۔

Bibliography

1. Al-Qurān
2. Muḥammad bin Ismā'il Al-Bukhārī, *Al Jāmi'i al Ṣaḥiḥ,* Dār Ṭawq al-Najāh, 1422H.
3. Muḥammad ibn 'isā al- Tirimdhi, *Al Sunan,* Bairu-t: Dār Al-Gharb al-Islāmi, 1998AD.
4. Shams al-Dīn, Muḥammad bin Aḥmad al-dhahbī, *Mīzān al-A'tidāl,* Bairu-t: Da-r al- Ma'rifah, 1382 AH.
5. Amīr Ḥasan Sajzī, *Fawā'id al-Fawād,* Translator: Khawājah Ḥassan Thānī Nizāmī, New Delhi: M.R. Printers, 2007 AD.
6. Amīr Ḥasan Sajzī, *Fawā'id al-Fawād,* Translator: Khawājah Ḥassan Thānī Nizāmī, Lahore: Maktabah Zāvia, 2003AD.
7. Mīr Khurd Muḥammad Bin Mubārak Kirmānī, *Siyar al-Auwliyā',* Dehlī: Publisher: Muḥibb Hind, 1302H.
8. Sayed Ḥassan Niẓāmi, *Niẓāmi Bansari,* Lahore: Zāvia Publishers, 2005 AD.
9. Aḥmad bin A'bdul Raḥīm, Shāh Wali Allah Dehlvi, *Al-Fadh al Kabīr,* Dimishq: Dār Al-Ghathāni, 2008 AD.
10. Akhla-q Ḥussain Qa-smi, *Fawa-id al Fawa-d ka 'ilmi Maqa-m,* Karachi: Maktabah As'adiyyah, 2006 AD.
11. Khurshīd Aḥmad Gaylānī, *Rūḥ-e-Taṣawwuf,* Lahore: Kitāb Maḥal.
12. 'Alī ibn Uthmān, Hajwayrī, Kashf *al-Maḥjūb*: Al Nūriyyah al-Riḍwiyyah Publishing Company, 2013 AD.
13. Amīr Khusrw Dehalvī, *Afḍal al-Fawā'id,* Translator: Muḥammad La īf Malik, Lahore: Mushtāq Book Corner, 2015 AD.
14. Zain al Dīn Muḥammad al Manāvī, *Faiz al Qadīr Sharah Jami' Al Ṣaghīr,* Miṣr: Al Maktabah Al Tujāriyah al kubrā, 1356 AH.
15. Yaḥya bin Sharf Navavi, *Al Majmu-' Shara'a al Muhadhab,* Bairu-t: Da-r al- Fikr.
16. Fakhar al Dīn Zarra-dī, *Kashf al Qanna-,* 'Al Ḥsa-n Issue No. 10, Lahore: World View Publishers, March 2020 AD.
17. Aslam Farkhī, *Dabista-n e Niẓa-m,* Karachi: Faḍli Sons Private Limited.